



علامہ مصطفیٰ ظہیر اسن پوری

کیا نبی اکرم ﷺ نے
اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ یہ جاننے سے پہلے کہ اس بارے ائمہ اہل سنت کا رائج موقف کیا ہے ان باتوں پر غور فرمائیں:

- ① کیا نبی کریم ﷺ نے معراج والی رات اللہ رب العزت کو دیکھا ہے؟
- ② کیا نبی کریم ﷺ نے حالت خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟
- ③ کیا دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا جاسکتا ہے؟

① معراج والی رات دیدار الہی:

معراج والی رات نبی کریم ﷺ نے دنیا کی ظاہری آنکھ سے دیدار الہی نہیں کیا، جیسا کہ:

(۱) سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سألت رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم: هل رأيت ربك؟ قال: ((نور أنى أراه))

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ فرمایا:

وہ تو نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔“ (صحیح مسلم: ۹۹/۱، ح: ۱۷۸)

صحیح مسلم کی اس روایت میں رأیت نوراً کے الفاظ بھی ہیں جن کا مطلب بیان

کرتے ہوئے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

معناه أنه لم ير ربه، ولكن رأى نوراً علوياً من أنوار المخلوقة.

”اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا بلکہ مخلوق (فرشتوں)

کے نوروں میں سے ایک بلند نور دیکھا تھا۔“ (صحیح ابن حبان، تحت الحديث: ۵۸)

(ب) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: من حدثك أن محمداً صلى



اللہ علیہ وسلم راٰی ربہ فقد کذب . ”جو آپ کو یہ بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹ بولتا ہے۔“

(صحیح البخاری: ۷۲۰/۲، ح: ۴۸۵۵، صحیح مسلم: ۹۸/۱، ح: ۱۷۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: قد راہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم .

”یقیناً اللہ تعالیٰ کو نبی کریم ﷺ نے دیکھا ہے۔“ (سنن الترمذی: ۳۲۸۰، وقال: حسن،

السنة لابن ابی عاصم: ۱۹۱/۱، تفسیر الطبری: ۵۲/۲۷، کتاب التوحید لابن خزيمة: ۴۹۰/۱، وسندہ حسن)

اس قول کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لیس ذلک بخلاف فی الحقيقة، فإن ابن عباس لم یقل: راہ بعینی رأسہ .

”در اصل یہ تعارض نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی

کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے سروالی دو آنکھوں سے دیکھا ہے۔“

(اجتماع جیوش الاسلامیة لابن القیم: ص ۴۸)

نیز فرماتے ہیں: لیس فی الأدلة ما یقتضی أنه راہ بعینه، ولا

ثبت ذلک عن أحد من الصحابة، ولا فی الكتاب والسنة ما یدل علی ذلک،

بل النصوص الصحيحة علی نفيه أدلّ . ”کوئی دلیل ایسی نہیں جس کا یہ

تقاضا ہو کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ نہ یہ صحابہ کرام میں سے

کسی سے ثابت ہے نہ کتاب و سنت میں کوئی ایسی دلیل ہے۔ اس کے برعکس صحیح نصوص اس

کی نفی میں زیادہ واضح ہیں۔“ (مجموع الفتاوی لابن تیمیة: ۵۰۹/۶، ۵۱۰)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱-۷۷۴ھ) فرماتے ہیں: وما روی ذلک

من إثبات الرؤية بالبصر فلا یصحّ من ذلک لا مرفوعا بل ولا موقوفا، واللہ

أعلم . ”نبی کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

وہ نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے۔“ (الفصول فی سیرۃ الرسول: ص ۲۶۸)

نیز فرماتے ہیں: **وفی رواية عنه۔ یعنی ابن عباس۔ أطلق الرؤية، وهی محمولة علی المقيدة بالفؤاد، ومن روى عنه بالبصر فقد أغرب، فإنه لا يصحّ في ذلك شيء من الصحابة رضي الله عنهم.** ”سیدنا ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لفظ استعمال فرمائے ہیں۔ اُن کی یہ بات دل کے ساتھ دیکھنے سے مقید کی جائے گی۔ جس نے آنکھوں کے ساتھ دیکھنے والی روایت بیان کی ہے اس نے منکر بات کی ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ ثابت نہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۶/۲۳، ۲۴)

امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ (۷۳۱-۷۹۲ھ) اس بارے میں فرماتے ہیں:

وَأَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّهُ رَأَاهُ بَقَلْبِهِ، وَلَمْ يَرِ بَعَيْنَ رَأْسِهِ، وَقَوْلُهُ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ (النجم: ۱۱) ﴿وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾ (النجم: ۱۳) صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ هَذَا الْمُرْتَبِعَ جَبْرِيلَ، رَأَاهُ مَرَّتَيْنِ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خَلَقَ فِيهَا. ”صحیح بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کے ساتھ دیکھا تھا، سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ (النجم: ۱۱) (دل نے جو دیکھا تھا اسے جھٹلایا نہیں) ﴿وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾ (النجم: ۱۳) (یقیناً آپ ﷺ نے اسے دوسری دفعہ دیکھا تھا) کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ یہاں جس چیز کو دیکھنے کا ذکر ہے وہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دو دفعہ اُن کی اس صورت میں دیکھا ہے جس میں وہ پیدا کیے گئے تھے۔“

(شرح العقيدة الطحاوية لابن ابی العز الحنفی: ۱/۲۷۵)

نیز لکھتے ہیں: **لكن لم يرد نصّ بأنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ بعين رأسه، بل ورد ما يدلّ علی نفی الرؤية.** ”لیکن نبی کریم ﷺ کے



اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھ کے ساتھ دیکھنے کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ملتی ، البتہ آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھنے کے بارے میں دلائل ملتے ہیں۔“

(شرح العقيدة الطحاوية لابن ابی العز الحنفی : ۱/۲۲۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۸۵۲-۷۷۳ھ) لکھتے ہیں : جاءت عن ابن

عبّاس أخبار مطلقة ، وأخرى مقيدة ، فيجب حمل مطلقها على مقيدها وعلى هذا فيمكن الجمع بين إثبات ابن عباس ونفي عائشة بأن يحمل على رؤية البصر ، وإثباته على رؤية القلب ، ثم المراد برؤية الفؤاد رؤية القلب ، لا مجرد حصول العلم ، لأنه صلى الله عليه وسلم كان عالما بالله على الدوام ، بل مراد من أثبت له أنه رآه بقلبه أن الرؤية التي حصلت له خلقت في قلبه ، كما يخلق الرؤية بالعين لغيره ، والرؤية لا يشترط لها شيء مخصوص عقلا ، لو جرت العادة خلقها في العين .

مطلق آئی ہیں اور کچھ مقید ۔ ضروری ہے کہ مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کیا جائے یوں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی نفی میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی نفی کو آنکھوں کی رویت پر محمول کیا جائے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات کو دل کی رویت پر محمول کیا جائے ۔ پھر دل کے دیکھنے سے دیکھنا ہی مراد ہے نہ کہ صرف جاننا ، کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کو جانتے تھے ۔ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا اثبات کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ جس طرح عام لوگوں کی آنکھ میں رویت پیدا کی جاتی ہے ایسے ہی آپ ﷺ کے دل میں رویت پیدا کی گئی ۔ عقلی طور پر رویت کے لیے کوئی خاص شرط نہیں اگرچہ عادت یہ ہے کہ یہ آنکھ میں ہی پیدا ہوتی ہے ۔“ (فتح الباری لابن حجر : ۸/۷۷۴)



فائدہ : فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿(النجم: ۱۰)﴾ [پس وہ (نبی اکرم ﷺ سے) دو کمانوں کے درمیانی فاصلے پر تھا یا اس سے بھی قریب۔ پھر اس نے اس کے بندے کی طرف وہ وحی کی جو اس نے وحی کی تھی] سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أى: فاقترَب جبريل إلى محمد لما هبط عليه إلى الأرض حتى كان بينه وبين محمد صلى الله عليه وسلم قاب قوسين.

”یعنی جب جبریل علیہ السلام، محمد ﷺ پر زمین کی طرف اترے تو اتنا قریب ہوئے کہ جبریل علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان دو کمانوں کے درمیانی فاصلے جتنا فاصلہ بھی نہ رہا۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۲۲/۶ بتحقیق عبد الرزاق المہدی)

نیز فرماتے ہیں: وهكذا هذه الآية: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ

أَدْنَىٰ﴾، وهذا الذى قلناه من أن هذا المقترَب الدانى الذى صار بينه وبين محمد إنما هو جبريل عليه السلام، هو قول أم المؤمنين عائشة وابن مسعود، وأبى ذر، وأبى هريرة.

”اسی طرح یہ آیت ہے ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ (یعنی یہاں جبریل علیہ السلام مراد ہیں)۔ اور ہم نے یہ جو کہا ہے کہ محمد ﷺ کے بہت زیادہ قریب ہونے والے جبریل علیہ السلام ہی تھے تو یہ ام المومنین سیدہ عائشہ، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا ابو ذر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۲۲/۶)

فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ ☆ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿(النجم: ۹، ۱۰)﴾ کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔“

(صحیح البخاری: ۷۲۰/۲، ح: ۴۸۵۶، صحیح مسلم: ۹۷/۱، ح: ۱۷۴)



حاصلِ کلام یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس روایت کی نفی کی ہے، اس کا تعلق دنیا کی ظاہری آنکھ سے ہے، یعنی ان کے مطابق وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جس دیکھنے کو ثابت کرتے ہیں وہ دل سے دیکھنا ہے، یعنی حالتِ نیند پر محمول ہے۔ اس طرح دونوں اقوال میں جمع و تطبیق ہو جاتی ہے۔ جو لوگ ظاہری آنکھ سے رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت کرتے ہیں ان کا قول مرجوح ہے۔

فائدہ: فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَيَّ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ (النجم: ۱۰)

کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معناه: فأوحى جبريل إلى عبد الله محمد ما أوحى، أو أوحى الله إلى عبده محمد ما أوحى بواسطة جبريل، وكلا المعنيين صحيح. ”اس کا معنی یہ ہے کہ جبریل نے اللہ تعالیٰ کے بندے محمد ﷺ کی طرف جو وحی کرنا تھی کر دی یا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد ﷺ کی طرف جو وحی کرنا تھی، جبریل کے واسطے سے کر دی۔ یہ دونوں معنی درست ہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۲۳/۶)

الحاصل: نبی اکرم ﷺ نے معراج والی رات اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔ مدعی کو چاہیے کہ وہ بادلِ بات کرے۔

② **نبی کریم ﷺ کا حالتِ نیند میں دیدارِ الہی:**

ائمہ اہل سنت اس بات کے قائل ہیں نبی اکرم ﷺ نے حالتِ نیند میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نمازِ صبح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فإذا أنا برَّبِّي عزَّ وجلَّ في أحسن صورة. ”اچانک میں نے اپنے



رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا۔“ (مسند الامام احمد : ۵/۲۴۳، وسندہ صحیح)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) اس بارے میں فرماتے ہیں :

ولكن لم يكن هذا في الإسراء ، ولكن كان في المدينة لما احتبس عنهم
في صلاة الصبح ، ثم أخبرهم عن رؤية ربّه تبارك وتعالى تلك الليلة في
منامه ، وعلى هذا بنى الإمام أحمد رحمه الله تعالى ، وقال : نعم رآه حقاً ، فإن
رؤيا الأنبياء حق ، ولا بد . ”یہ دیکھنا معراج والے واقعے میں نہیں بلکہ

مدینہ منورہ میں تھا جب آپ ﷺ صبح کی نماز میں آنے سے لیٹ ہو گئے تھے ۔ پھر
آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس رات اللہ تعالیٰ کو نیند میں دیکھنے کے بارے میں بتایا۔ اسی بنا
پر امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضرور اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کیونکہ انبیائے
کرام کے خواب یقیناً وحی ہوتے ہیں۔“ (زاد المعاد لابن القيم : ۳/۳۷)

نیر فرماتے ہیں :
فعلم أنّ هذا الحديث كان رؤيا منام بالمدينة ،
لم يكن رؤيا يقظة ليلة المعراج .

”معلوم ہوا کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں نیند کے دوران کا ہے، معراج کی رات بیداری
کا نہیں۔“ (مجموع الفتاویٰ : ۳/۳۸۷، ۳۸۸)

③ کسی نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا :

کسی نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا ۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اتفاق و اجماعی
عقیدہ ہے، جیسا کہ امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ (۲۰۰-۲۸۰ھ) فرماتے ہیں :

جميع الأئمة يقولون به : إنه لم ير ، ولا يرى في الدنيا .

”تمام ائمہ کرام یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہ دیکھا گیا نہ دنیا میں اسے دیکھا

جاسکتے گا۔“ (الرد على الجهمية للدارمي : ۱۲۴)



شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وقد اتفق المسلمون على أنّ النبي صَلَّى الله عليه وسلم لم ير ربه بعينه في الأرض . ”مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے زمین

میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔“ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: ۳/۳۸۸)

امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ (۷۳۱-۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

واتفقت الأمة على أنه لا يراه أحد في الدنيا بعينه .

”امت مسلمہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ دنیا میں کوئی اپنی آنکھوں سے اللہ

تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا۔“ (شرح العقيدة الطحاوية لابن ابی العز الحنفی: ۱/۲۲۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

((تعلّموا أنّه لن يرى أحد منكم ربه عزّ وجلّ حتى يموت))

”جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا۔“ (صحیح مسلم: ۲/۳۹۹، ح: ۱۶۹)

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے

میں خطبہ دیا اور فرمایا:

((فيقول : أنا ربكم ، ولن تروا ربكم حتى تموتوا))

”وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، حالانکہ تم موت سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ

سکتے۔“ (السنة لابن ابی عاصم: ۴۰۰، وسنده حسن، عمرو بن عبد اللہ الحضری وثقة العجلی

وابن حبان فهو موثق حسن الحديث)

الحاصل: نبی کریم ﷺ نے معراج والی رات اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔

البتہ مدینہ منورہ میں حالتِ نیند میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔

